اصلاح معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر ۱۹

میراث

فرضیت، افادیت اور ہماری کوتاہیاں

جناب مولانا توحید عالم صاحب قاسمی بجنوری دامت برکاتہم

استاذ دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ:

دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم: اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر دوطرح کے حقوق لازم کئے ہیں: (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد۔ دونوں کی ادائیگی کا مطالبہ ہے، کوتاہی کی صورت میں جوابدہی اور مواخذہ کی وعیدیں نصوص میں مذکور ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی وضاحت ہے کہ کوئی بندہ حقوق اللہ میں کوتاہی کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو معاف کرسکتے ہیں مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جب تک ادا نہ کردیے جائیں یا صاحب حق معاف نہ کردے، اس سے حقوق العباد کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، موجودہ معاشرے میں حقوق العباد کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، ان کی پامالی عام ہے، ایک طرف اولاد، والدین کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی مرتکب ہے، تو دوسری طرف اولاد کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے والدین کی غفلت بھی کم نہیں ہے، اگر بیوی شوہر کے حقوق کو پامال کرتی ہے، تو شوہر بھی بیوی کے حقوق ادا کرنے کی فکر نہیں کرتا۔

حقوق العباد بہت وسیع عنوان ہے، انتقال ہوجانے کے بعد میت کے چھوڑے ہوئے مال وجائداد کو شرعی رہنمائی کے مطابق وارثین میں تقسیم کرنا بھی حقوق العباد کا حصہ ہے جس کو میراث کہا جاتا ہے، مسلم معاشرہ میں تقسیم میراث سے غفلت اور بے توجہی عام ہے؛ بلکہ معاشرے میں پھیلی ہوئی ان تمام برائیوں کے غلط ہونے کا احساس تو بسا اوقات انسان کو ہو بھی جاتا ہے، ان سے انسان بچنے بھی لگتا ہے، مگر میراث کے سلسلے میں غفلت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ عموماً اکثر مسلمان میراث کی فرضیت کا یقین نہیں رکھتے، شرعی طور پر اس کو تقسیم نہ کرکے یوں ہی قبضہ رکھ کر خود استعمال کرنے کے غلط اور حرام ہونے کا کسی کو احساس تک نہیں ہوتا، بلکہ بعض مسلم گھرانوں میں تقسیم میراث کو غلط سمجھا جاتا ہے، بہت سے تعلیم یافتہ، دین دار حضرات بھی اس اہم فریضہ سے غفلت برتتے ہیں۔

میراث کی فرضیت

زمانہ جاہلیت میں میراث سے غفلت عام تھی، تقسیم میراث کا کوئی تصور نہ تھا، کفار مکہ میراث کا مال ہڑپ لیتے تھے قرآن کریم نے کفار کی اس بری خصلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا'' وَتَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا '' (الفجر:١٩) تم کھا جاتے ہو میراث کا مال سمیٹ کر۔ اسلام سے پہلے عرب وعجم میں یتیم بچوں اور عورتوں کو ظلم وستم کا شکار بنایا جاتا تھا، اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے یتیموں اور عورتوں کو حقوق دلوائے، وراثت کا نظام قائم کرکے عورتوں اور یتیموں کو اس میں شامل کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک واقعہ پیش آیا کہ صحابی رسول حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، تین لڑکیاں اور ایک بیوی وارث چھوڑے، مگر عرب کے قدیم دستور کے مطابق ان کے دو چچازاد بھائیوں (سوید وعرفجہ) نے آکر مرحوم کے پورے مال پر قبضہ کرلیا اور لڑکیوں اور بیوی میں سے کسی کو کچھ نہ دیا، کیونکہ ان کے نزدیک عورت تو مطلقاً مستحق وراثت سمجھی ہی نہیں جاتی تھی، خواہ بالغ ہو یا نابالغ، اس لیے بیوی اور تینوں لڑکیاں محروم کردی گئیں، اور پورے مال کے وارث دونوں چچازاد بھائی ہوگئے۔ حضرت اوس بن ثابتؓ کی بیوہ نے یہ بھی چاہا کہ یہ چچازاد بھائی جو پورے ترکے پر قبضہ کررہے ہیں، تو وہ دونوں دو لڑکیوں سے شادی بھی کرلیں، تاکہ اُن کی فکر سے فراغت ہو، مگر انھوں نے یہ بھی قبول نہیں کیا۔

حضرت اوس بن ثابتؓ کی بیوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور پورا حال بیان کیا، اپنی اور اپنے بچوں کی بے کسی ومحرومی کی شکایت کی، اس وقت تک چونکہ میراث کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دینے میں توقف فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان تھا کہ وحی الٰہی کے ذریعے اس ظالمانہ قانون کو ضرور بدلا جائے گا، چنانچہ اسی

وقت آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ارشاد ربانی ہے:

'' لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا'' (سورۃ النساء/٧)

ترجمہ: مردوں کے لیے بھی حصہ ہے، اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں، اور عورتوں کے لیے بھی حصہ مقرر ہے، اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں، خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر، حصہ قطعی طور پر مقرر ہے۔ (بیان القرآن)

اس حکم کے ذریعہ سے قدیم زمانے سے چلی آرہی روایت کو ختم کرکے وراثت کے نظام کو قائم کیا گیا اور میراث کی اہمیت اجاگر کی گئی، چنانچہ اسلام میں میراث کو بہت اہمیت دی گئی، میراث کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے کلام مقدس کی کئی آیات میں میراث کی فرضیت، اس کی تفصیل اور وارثین کے حصے تک بیان فرمائے ہیں۔

مستحقین اور ان کے حصوں کی تفصیل

اس آیت مبارکہ میں قانون وراثت کا ضابطہ بھی بیان فرمایا گیا ہے، آیت مبارکہ میں والدین کے ساتھ لفظ اقربون لایا گیا ہے، جو تمام قریبی رشتے داروں کو شامل ہے، والدین تو سب سے قریبی رشتے دار ہوتے ہیں، وہ بھی اس لفظ میں داخل تھے؛ لیکن ان کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے، اس لیے ان کا تذکرہ الگ فرمایا ہے، غرض اقرب کا لفظ ازدواجی تعلق، پیدائشی تعلق وغیرہ سب رشتوں کو شامل ہے، لہذا اس تعلق اور رشتے داری میں لڑکے اور لڑکی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرنے والے کا کون کون وارث ہوگا؟ اور کس کا کتنا حصہ ہوگا؟

قرآن کریم میں اور احادیث شریفہ میں اس کی تفصیلات بیان فرمادی گئیں ہیں، والدین، مرنے والے کی بیوی یا مرنے والی کا شوہر، بھائی، بہن، بیٹے بیٹیاں وغیرہ ہرایک کے حصہ کی تفصیل ذکر کردی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میراث کا معاملہ شریعت میں بہت اہمیت کا حامل ہے اسی وجہ سے ورثا کی تعیین اور حصوں کی تقسیم کو ورثا پر نہیں چھوڑا گیا بلکہ متعین کردیا گیا ہے، لہٰذا کسی انسان کو ان متعین کردہ حصوں میں سے کسی کا حصہ روک لینے یا کسی کے حصے میں سے کم کرلینے کا ذرا بھی اختیار نہیں بلکہ اس حکم شریعت کو پورے اطمینان قلبی کے ساتھ قبول کرکے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

اللہ رب العزت نے مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ فرما کر اس طرف بھی اشارہ فرمایا کہ مال خواہ کم ہو یا زیادہ، جس قسم کا بھی ہو، منقول ہو یا غیر منقول، وراثت سب میں اپنے ضابطہ شرعی کے مطابق جاری ہوگی، لہٰذا زمانہ جاہلیت میں جاری اس رسم کو بھی باطل فرمادیا کہ بعض اقسام کے مال بعض وارثین کے لیے مخصوص ہوتے تھے، مثلاً گھوڑا، تلوار، اسلحہ وغیرہ اگر مرنے والا چھوڑ کر گیا ہے، تو یہ چیزیں صرف نوجوان مردوں کا حق ہوتی تھیں، دوسرے وارثین کو ان سے محروم رکھا جاتا تھا، قرآن کریم کی وضاحت سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ یہ طریقہ غلط ہے اور میراث کو روکنا اس سے کسی کو محروم کرنا، خود مال پر قبضہ کرنا، سراسر گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میراث کی تفصیل بیان کرتے وقت وارثین میں سے کسی کو اصل اور کسی کو تابع نہیں بنایا ہر ایک کو مستقل طور پر ذکر کیا اور مردوں کے حق کو جس تفصیل سے بیان فرمایا ہے، اسی تفصیل سے عورتوں کا حق بھی مستقل کرکے بیان فرمایا ہے، تاکہ ہر ایک کے حقوق کا مستقل ہونا واضح ہوجائے۔

میراث کو شرعی طور پر تقسیم نہ کرنا حکم الٰہی کو توڑنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں جہاں پر وراثت کا بیان کیا ہے اور مستحقین کے حصوں

کی تفصیل ذکر کی ہے وہیں پر اس حکم الٰہی سے روگردانی پر تنبیہ بھی فرمائی ہے، اسی مقام پر تقسیم میراث کی تفصیل اور ورثا کے حصے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ '' یعنی یہ جو کچھ حصے مقرر کئے گئے ہیں اور تقسیم میراث کی جو تاکید کی گئی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم وصیت ہے جس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے، اس کی خلاف ورزی نہ کی جائے جو کوئی خلاف ورزی کرے گا وہ مطمئن نہ ہو کہ وہ بچ گیا اور اس کے مال میں اضافہ ہوگیا بلکہ اس کا مواخذہ ہوگا کیونکہ اللہ کو اس کا علم ہے، اور میراث کی تقسیم میں کوتاہی کرنے پر بروقت اور فوراً مواخذہ نہ ہونا صفت حلم کا اظہار ہے، اللہ تعالیٰ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ہے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا:

'' تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ . وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ'' (النساء ۱۳/ ۱٤)

یہ سب احکام؛ خداوندی ضابطے ہیں تو جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کرے گا (ان ضابطوں کی پابندی کرکے) اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے، اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہیں مانے گا اور بالکل اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا (پابندی کو ضروری نہ سمجھے گا) اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کردیں گے اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہوگی۔

آیات مذکورہ میں میراث کے احکام کو ماننے اور ان ضابطوں کی پابندی کرکے ہر

ہر حصے دار کو اس کا پورا حصہ دینے کی فضیلت یہ بتلائی گئی کہ اس کے بدلے جنت میں داخلہ ہوگا اور اس کو بڑی کامیابی سے بھی تعبیر کیا گیا، اور دوسری آیت میں ان احکام کو نہ ماننے اور ان ضوابط کی پابندی نہ کرنے، اللہ اور رسول کی نافرمانی کرنے کی سزا جہنم میں داخلہ قرار دیا، اور اس کو ایک رسوا کن عذاب سے تعبیر کیا گیا، ان آیات کے مضمون سے تقسیم میراث کی فضیلت واہمیت اور تقسیم میراث میں کوتاہی کی قباحت کو سمجھا جاسکتا ہے۔

میراث تقسیم نہ کرنا ظلم کے مترادف ہے

میراث کا مال تقسیم نہ کرنا اور اس پر قبضہ وتصرف باقی رکھنا ظلم کے مترادف ہے، کیونکہ میراث میں ملنے والے مال کا حصہ؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستحق کے لئے ایک انعام ہوتا ہے، جو بلامحنت ومشقت پسماندہ مستحق کی ملکیت میں منتقل ہوتا ہے، ضروری تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو اس کے مستحق کے حوالہ کیا جاتا، اس کو حوالہ نہ کر کے اپنے پاس روکے رکھنا، اور اپنے استعمال میں رکھنا امانت میں خیانت ہے اور خیانت کھلا ہوا ظلم ہے، اسی طرح میراث کا وہ حصہ جو دوسرے بھائی یا بہن وغیرہ کو دینا تھا وہ ان کا شرعی حق تھا اس حق کو ادا نہ کرنا اور روکے رکھنا حق تلفی ہے، جو ظلم کے مترادف ہے، پھر عموماً ہوتا یہ ہے کہ اگر میراث تقسیم نہیں کی جاتی تو تقسیم نہ کرنے والوں کی اولاد بھی انھیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کوتاہی کی مرتکب ہوتی ہے، اسی طرح یہ سلسلہ نسل درنسل چلتا رہتا ہے ،اگر آپ کا عمل کسی کوتاہی کا سبب یا دوسرے کے لئے عدم تقسیم کی ترغیب بن جائے تو اس کے گناہ میں پہلے والے کا بھی حصہ ہوگا اور اس کا وبال پہلے والوں کو بھی ہوگا، اس لئے میراث کی شرعی اصول کے مطابق تقسیم نہ کرنا اپنی ذات پر بھی ظلم ہے اور ظلم سے بچنا ضروری ہے۔

ہماری کوتاہی اور معاشرے کی تباہی

آج ہمارے معاشرے اور سماج کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ ہم لوگ غیر مسلموں کے

رواج پر چل پڑے ہیں، اور اپنی شریعت اور دین پر عمل کو چھوڑ بیٹھے ہیں، رواج یہ ہے کہ بیٹیوں کو تلک اور جہیز میں حیثیت سے بڑھ چڑھ کر مال ودولت اور سامان دے دیتے ہیں، اور میراث سے ان کا حصہ کھا جاتے ہیں، جبکہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو دنیا بھر کا سامان اور جہیز دے ڈالے، پھر بھی وہ لڑکی میراث کی حقدار ہے، اس کو میراث میں سے حصہ دینا پڑے گا، اگر دنیا میں نہ دیا تو آخرت میں اپنی نیکیاں اس کو دینی ہوں گی، کچھ لوگ بیٹیوں اور بہنوں سے ان کا حق معاف کرالیتے ہیں، ان سے لکھوالیتے ہیں، جو کہ شریعت کے سراسر خلاف ہے؛ ہاں اگر وراثت تقسیم ہوجائے اور پھر کوئی حصے دار اپنی رضامندی سے اپنا حصہ ہبہ کردے، تو اس کی گنجائش ہے۔

بہنوں اور بیٹیوں کو محروم کر کے اللہ تعالی کے مجرم نہ بنیں، اللہ نے بہنوں کو جو میراث میں حقوق دئے ہیں، وہ ان کے واجبی حقوق ہیں، وہ ان کو ضرور دیں، ورنہ یہ ایسا ظلم ہے جو دنیا اور آخرت دونوں میں پکڑ کا سبب بنے گا۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ اس مسئلے میں عوام وخواص سب برابر درجے کے شریک ہیں، پورا معاشرہ اور سماج برابر کا گنہ گار ہے، ننانوے فیصد اس مسئلے میں کوتاہی چل رہی ہے اور تعجب یہ ہے کہ اس کا احساس تک کسی کو نہیں ہے۔ لہٰذا اس طرف خصوصی توجہ دینے کی سخت ضرورت ہے، مسلمانوں کے تمام طبقات کو اس کی اہمیت وافادیت سے آگاہ کرایا جائے!

اللہ رب العزت اس سلسلے میں اب تک کی ہماری تمام کوتاہیوں، غفلتوں اور گناہوں کو معاف فرمائے اور آئندہ تمام مسلمانوں کو شرعی اعتبار سے میراث تقسیم کرنے اور ہر ایک کو ان کے حصے بالخصوص عورتوں کو ان کے حصے دینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!